# یوم ولادت علامہ محمد اقبالؒ

کہ خودی کے عارفوں کا ہے مقام پادشاہی    یہ پیغام دے گئی ہے مجھے باد صبح گاہی

تیری زندگی اسی سے تیری آبرو اسی سے    جو رہی خودی تو شاہی نہ رہی تو روسیاہی

صدر عالی مقام،

اگر خودی کو ایک جسم تصور کر لیا جائے اور اس جسم کے اندر گردش کرنے والے لہو کی صدا بن کر آج میں وقت کے ایوانوں میں کھڑا ہوں۔ آج میں یہاں صدائے وقت بلند کرنے آیا ہوں اور اگر اسے الفاظ کو قیود کا جامع پہنایا جائے تو آج کا موضوع اقبال کا شعر۔

دیار عشق میں اپنا مقام پیدا کر ، نیا زمانہ نئی صبح و شام پیدا کر

میرا طریق امیری نہیں فقیری ہے    خودی نہ بیچ، غریبی میں نام پیدا کر

صدر ذی وقار، خودی کا سوچنے والوں نے بہت کچھ سوچا ہو گا، لکھنے والوں نے بہت کچھ لکھا ہو گا، سننے والوں کو بہت کچھ سننے کو ملا ہو گا بولنے والوں نے اس پہ بہت سے دلائل دیے ہوں گے، لیکن سچی بات تو یہ ہے کہ خودی کو آج تک نہ کوئی پا سکا اور نہ کوئی آشکار کر سکا، اگر خودی کے موضوع کو جاننا ہے تو جاؤ شہداء کربلا سے پوچھو، قاسم کی تکرار سے پوچھو، غزنوی کی یلغار سے پوچھو، حیدر کی تلوار سے پوچھو، اور اگر کہیں سے جواب نہ ملے تو میرے پاس آؤ میرے لہجہ کار تار سے پوچھو تو پتا چلے گا خودی عزت ہے، خودی غیرت ہے، خودی اہمیت ہے، خودی خود کی نفی ہے، خودی رب کو پا لینے کا نام ہے، اور یہ بات متعجب دلیل نہیں بلکہ ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ ذرا میرے ساتھ آئیں ہم تاریخ کی انگلی کو پکڑ کے اپنے ماضی میں جھانکتے ہیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ جب مسلمان خودی سے بھرپور توحید کا پرچم اٹھائے سبیل اللہ کی عملی تصویر بنے تو جب بڑھے تو بڑھتے ہی چلے گئے اور رب تعالیٰ کا پیغام دنیا میں عام کر گئے۔ مگر گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی پھر وقت نے ہمیں دکھایا کہ قرطبہ کے کتب خانے جلے، بغداد کا سارا علم فراق میں بہ گیا، جی ہاں صدر عالی مقام یہ وہی فراق تھا جو شکشت زدہ شخصیت، تار تار اہمیت اور اس وقت کے مسلمانوں کا اک ضعیف سا گواہ تھا

صدر عالی وقار، بس دیکھتا ہوں اپنے آپ کو، آج کی نوجوان نسل کو، صدر عالی مقام آپ حیران ہوں گے، میں دیکھتا ہوں اقبال کو، ان کے خودی کے درس کو اور سوچتا ہوں اور پھر عالم تخیل میں ڈوب جاتا ہوں۔ اسکا انجام افسردگی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ میں پریشان ہوتا ہوں لیکن امید بر آتی ہے، لیکن کیا کریں اور جائیں تو جائیں کہاں۔

www.pakword.com

09 نومبر کا دن تو خشیوں کا دن تھا لیکن صدر عالی وقار، آپ بتائیں کہ میں خوشیاں کس طرح مناؤں کو جب معصوموں کا قتل عام میری آنکھوں کے سامنے چکر کاٹتا ہے، تو آپ بتائیں کہ میں خوشیاں کس طرح مناؤں۔ صدر عالی مقام، کہ جب معصوموں کی سسکیاں میرے کانوں میں گونجتی ہیں تو آپ بتائیں کہ میں خوشیاں کس طرح مناؤں۔ جب خون سے بھری تارکول کی سڑکیں مجھے عام سڑکوں پہ بھی چلنے سے ڈراتی ہیں تو آپ بتائیں کہ میں خوشیاں کس طرح مناؤں۔ بلکہ صدر عالی وقار آج آپ نہیں، میں ڈاکٹر اقبالؒ کی روح سے سوال کرتا ہوں کہ اے اقبال آپ نے ہمیں اتنا مقام کیوں دیا، اتنا مرتبہ کیسے دے دیا، شاہین کہدیا، مرد مومن کہدیا، ایسا مرد مجاہد کہدیا جس کی اذانوں سے شبر شاربنی کانپ اٹھتے ہیں، جنکی ہیبت سے صحراءوہ دریا ہو جائے، جنکی ٹھوکر سے دو نیل صحرا وہ دریا ہو جائے اور جن کی ہیبت سے پہاڑ رائی ہو جائے۔ مگر اقبال میں آپکو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم اس مقام کے قابل ہرگز نہ تھے۔ ہم نے شاہین کا مطلب ہی نہیں جانا۔ صدر عالی مقام، ہم نے اپنی عزتوں کے سودے کر لیے، ہم نے اپنی ماؤں بہنوں کی عزتیں نیلام کرادیں، صدر عالی مقام، یہ پاکستان اقبال کا پاکستان نہیں ہے۔

اقبال تیرے دیس کا کیا حال بتاؤں دہکاں تو مر کھپ گیا اب کس کو جگاؤں
جس کھیت سے دہکاں کو میسر نہیں روزی اس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلاؤں
عیاری و مکاری و غداری و ہے جان اب بنتا ہے ان چار عناصر سے مسلمان
مومنوں سے کہنا تو بڑی بات ہے یارو اس نے تو کبھی بھول کے دیکھا نہیں قرآن
اقبال تیرے دیس کا کیا حال سناؤں۔۔۔۔۔۔۔۔

جس دیس کے کوچے کوچے میں افلاس آوارہ پھرتا ہو، جو دھرتی بھوک اگلتی ہو، دکھ درد فلک سے گرتا ہو، جہاں بچے اور بوڑھے بھی آہوں سے پالے جاتے ہوں، جہاں سچائی کے مجرم بھی زندان میں ڈالے جاتے ہوں، جہاں بنت حوا سر عام تبلے کے تاب پہ ناچتی ہو، جس دیس میں قاتل غنڈوں کو اشراف چھڑا کر لے جائیں، جس دیس کے کورٹ کچہری میں انصاف ٹکوں میں بکتا ہو، جس دیس کا منشی و قاضی بھی مجرم سے پوچھ کے لکھتا ہو، جس دیس کے چپے چپے پر پولیس کے ناکے ہوں، جس دیس کے مندر و مسجد میں ہر روز دھماکے ہوتے ہوں، جس دیس میں جاں کے رکھوالے خود جانیں لیں معصوموں کی، جس دیس کا حاکم ظالم ہو سسکی نہ سنے مظلوموں کی، جس دیس کا عادل بہرا ہو، آہیں نہ سنے مجبوروں کی، جس دیس کے چپے چپے پر ہر سمت فحاشی پھیلی ہو، جس دیس میں بنت حوا کی چادر داغ سی میلی ہو، جس دیس میں ہر چوراہے پر دو چار بھکاری پھرتے ہوں، جس دیش میر روز جہازوں سے امدادی تھیلے گرتے ہوں، جس دیس میں غربت ماؤں سے بچے نیلام کراتی ہو، جس دیس میں سادہ لوح انساں وعدوں پہ ٹالے جاتے ہوں اور جس دیس میں اب اساتذہ بھی بچوں کو دھمکیاں دیتے ہوں، جس دیس کے کوچے کوچے میں قانون کی دھجیاں اڑتی ہوں، جس دیس کے کوچے کوچے میں عزت کیا آبرو لیاں لگتی ہوں، اس دیش کے رہنے والوں پر آواز اٹھانا واجب ہے۔۔۔ والسلام

www.pakword.com